© rasailojaraid.com

# تلخیص و ترجمہ

## استنبول میں بعض اسلامی ہتھیاروں کا ذخیرہ

اپریل کے رسالہ "المقتطف" مصر میں اس عنوان سے نقیب عبدالرحمٰن صاحب ذکی کا ایک مفید و پُراز معلومات مقالہ شائع ہوا ہے، ہم ذیل میں اُس کا ملخص ترجمہ پیش کرتے ہیں۔

ابن ایاس[۱] نے بیان کیا ہے کہ جب سلطان سلیم عثمانی نے قلعہ حلب فتح کرلیا تو اُس میں جو مال اور اسلحہ وغیرہ تھے، وہ بھی سب اُس کے قبضہ میں آگئے۔ سلطان غوری کے ان اموال کا اندازہ کیا گیا ہے کہ ایک کروڑ دینار کے تھے ان سامانوں میں گھوڑوں کے ساز، زینیں، سونا، بلور، عقیق اور عجیب و غریب قسم کے لباس اور ہتھیار وغیرہ تھے۔ پھر مصر پر غلبہ پالینے اور یہاں کے حالات کے پرسکون ہوجانے کے بعد سلطان سلیم نے حکم دیا کہ انجینروں۔ معماروں۔ سنگ برداروں اور مزدوروں کی ایک جماعت کثیرہ کو آستانہ کی طرف منتقل کردیا جائے۔ اس سے غالباً سلطان کا مقصد یہ تھا کہ آستانہ میں ایک ایسا ہی مدرسہ تعمیر کرانا چاہتا تھا جیسا کہ قاہرہ میں سلطان غوری کا تھا۔ عثمانیوں نے قلعہ حلب کے ساز و سامان پر ہی کفایت نہیں کی۔ بلکہ یہ لوگ قاہرہ کے محلوں میں چکر لگاتے تھے ان کے ساتھ مورخین کی ایک جماعت ہوتی تھی۔ ان کی مدد سے عثمانیوں کو جہاں کہیں تاریخی

[۱] ابن ایاس مشہور مصری مورخ ہے ۸۵۲ھ میں پیدا ہوا اور ۹۳۰ھ میں وفات پائی۔ اس کی تصنیفات ہیں جن میں سب سے زیادہ مشہور کتاب "بدائع الزہور فی وقائع الدہور" ہے جرمنی کی جماعت مستشرقین کے زیر اہتمام استنبول میں طبع ہوئی۔ اس حوالہ کے لئے دیکھو اس کتاب کی جلد پانچ صفحہ ۱۴۹

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



نوادر و اشیا کا پتہ لگتا تھا یہ فوراً اُس پر قبضہ کر کے اپنے ہاتھ میں لے لیتے تھے۔ ان کے علاوہ عثمانی وزرا نے مدارس محمودیہ، مؤیدیہ، مصر عثمنیہ کے کتب خانوں سے بعض نفیس کتابوں کو یہاں سے منتقل کر کے آستانہ پہونچا دیا۔

ابن ایاس کا بیان ہے کہ جمعہ کے دن ۲۹ جمادی الاولیٰ ۹۲۳ھ کو مصر کے بعض نامور علما و فضلا نے اپنے وطن کو خیرباد کہہ کر استنبول کی طرف کوچ کیا۔ ان کے ہمراہ کاریگروں اور معماروں کی ایک بڑی جماعت بھی تھی جس کی تعداد ایک ہزار آٹھ سو بتائی جاتی ہے۔ چند روز کے بعد عبدالباسط بن تقی الدین اور اُس کا لڑکا زین بھی ان لوگوں سے جا کر مل گیا، مصر کا جو سامان آستانہ کی طرف منتقل ہوا اس میں متعدد بھاری بھاری تانبے کی توپیں اور سنگ سماق کے کئی ستون بھی تھے جو قلعہ کے ایوان سے اکھاڑے گئے تھے۔

پھر ۲۳ شعبان ۹۲۳ھ مطابق اگست ۱۵۱۷ء کو سلطان سلیم خود مصر سے روانہ ہوا تو اس شان سے کہ اس کے ساتھ صرف سونے چاندی سے لدے ہوئے ایک ہزار اونٹ تھے۔ ان کے علاوہ اور بھی اونٹ تھے جن پر ہتھیار، چینی کے برتن اور تانبے کی چیزیں لدی ہوئی تھیں۔ اونٹوں کے ساتھ گھوڑے اور خچر بھی کافی تعداد میں تھے۔

سلطان سلیم پورا سپاہی تھا۔ اس لئے طبعی طور پر اسے اسلحہ سے دلچسپی ہونی چاہئے تھی اسی بنا پر اُس نے مصر پر غلبہ حاصل کرنے کے بعد وہ تمام اسلحہ و آلات جنگ جو ممالیک مصر کی ملکیت تھے اور جو اسکندریہ کے قلعوں اور قاہرہ کے قلعہ میں محفوظ تھے اپنے قبضہ میں لیکر مصر سے استنبول بھجدیئے۔ ان اسلحہ پر پانچ صدیاں گذر گئیں مگر یہ گمنامی میں پڑے رہے۔ یہانتک کہ گذشتہ چند سالوں میں جب ترکوں نے اپنی عظمت رفتہ کو دوبارہ حاصل کیا تو ان اسلحہ کی تحقیق کے لئے انھوں نے ڈاکٹر اسٹوکلین[1] (Hans stocklein.) کو بلایا جو کئی سال کی مسلسل کوششوں کے بعد اس قابل

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہوئے کہ ان اسلحہ کا ایک حصہ طبوقو سرائے کے عجائب خانہ میں محفوظ کراسکیں۔

ڈاکٹر مارٹن (Martin) جو مشہور عالم اثریات مستشرق ہیں وہ لکھتے ہیں کہ تیس برس ہوئے اُنھوں نے ایک صندوق دیکھا تھا جو زرہوں سے جن کی مجموعی تعداد سو سے کم نہیں ہوگی، بھرا ہوا تھا لندن کے ایک بازار میں اس صندوق کی چیزیں بہت سستے داموں میں فروخت کی جارہی تھیں۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ وہ بڑے بڑے خود اور چمڑے کی میانیں جن پر ایک چھلّہ (Ring) کی علامت بنی ہوئی ہے اور جو یورپ کے عجائب خانوں میں اب تک محفوظ ہیں اُن میں سے اکثر وہ ہیں جن کی نسبت یقین کیا جاتا ہے کہ سلطان سلیم کے مالہائے غنیمت میں سے ہیں۔ ۱۹۱۹ء میں مصر کی ایک علمی انجمن میں تقریر کرتے ہوئے عبدالحمید مصطفےٰ پاشا نے ثابت کیا تھا کہ اس طرح کا چھلّہ عثمانی فتوحات سے قبل تمام شامی چیزوں پر بنایا جاتا تھا۔

ڈاکٹر ہنز اسٹوکلین بیان کرتے ہیں استنبول کے ان مصری اسلحہ میں کئی پرانی تلواریں ایسی ہیں جو بنو امیہ اور بنو عباس کے عہد سے تعلق رکھتی ہیں۔ یہ تلواریں بغیر قبضوں کے ہیں، افسوس یہ ہے زنگ لگ جانے کی وجہ سے وہ عبارت نہیں پڑھی جاسکی جو ان تلواروں پر لکھی ہوئی تھی۔

ڈاکٹر موصوف حکومت ترکیہ کی جانب سے ان اسلحہ کے متعلق اثری اور تاریخی تحقیقات کئی سال سے کر رہے تھے۔ اور اس میں شبہ نہیں کہ اُن کی کوششیں ایک بڑی حد تک کامیاب رہیں۔ مگر افسوس ہے کہ وہ اپنے نتائج بحث کی اشاعت سے قبل ہی انتقال کر گئے، اور ڈاکٹر مارٹن کے مقالہ سے قبل کسی کو معلوم نہ ہوسکا کہ جو ہتھیار مصر سے استنبول لے جائے گئے تھے وہ کس مقام پر محفوظ تھے ڈاکٹر مارٹن پہلے شخص ہیں جنھوں نے بتایا کہ یہ سب ہتھیار استنبول سے باہر ایک بڑے اسلحہ خانہ میں موجود ہیں ان کی تعداد ہزاروں تک پہونچتی ہے اور بہتیرے ہتھیاروں پر یہ عبارت کندہ ہے "ان ہتھیاروں کو قاہرہ میں لیا گیا" اور بعض اسلحہ پر ترکی زبان میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اُن اسلحہ کو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com


اسکندریہ میں حاصل کیا گیا" اس عبارت کے علاوہ اسلحہ پر جو اور نقوش اور کتبات ہیں اُن کا کامیابی کے ساتھ پڑھ لینا طویل و شدید محنت و استقلال چاہتا تھا، اس اہم کام کی طرف سب سے پہلے مرحوم کمال اتاترک نے توجہ کی تھی اور اس میں شبہ نہیں اگر مارٹن (Martin) اور اسٹوکلین (Stocklein) ان دونوں کی وفات نہ ہوتی تو یہ اہم کام آج انجام پذیر ہو چکا ہوتا، ڈاکٹر مارٹن کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان ہتھیاروں میں دسوں ہزار بیش قیمت اور مختلف قسم کے خود۔ زرہیں، نیزے، جھنڈے۔ تلواریں، مصری کمانیں اور گرزہیں، یہ سب اسلحہ وہ ہیں جن کی مدد سے سلاطین مصر نے اپنے دشمنوں کا مقابلہ کیا اور وادی نیل کی حفاظت و مدافعت کا فرض انجام دیا۔ طوبقو سرائے کے اس اسلحہ خانہ میں ایک آہنی قمیص نظر آتی ہے جس پر سلطان قایتبائی[1] (مصر کا ایک چرکسی غلام بادشاہ) کے چھلہ کی نشانی بنی ہوئی ہے۔ اسی طرح اس کا ایک خود بھی ہے اس پر بھی یہ علامت لگی ہوئی ہے، اس کے علاوہ مارٹن اور اسٹوکلین ایک اور زرہ کا ذکر کرتے ہیں جو طومان بے[2] کی مملوکہ بتائی جاتی ہے، اس زرہ کو لینگراڈ کے عجائب خانہ میں رکھ دیا گیا تھا لیکن تحقیق و تدقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ زرہ طومان بے کی نہیں ہے، کیونکہ اس کی ساخت نئی قسم کی ہے۔ اور اس زمانہ میں جو فن اسلامی رائج تھا اس زرہ کی ساخت اُس سے مطابقت نہیں رکھتی۔ پھر انھیں اسلحہ میں ایک تلوار پر جو کارڈ لگا ہوا ہے اس پر ترکی اور فرانسیسی دونوں زبانوں میں لکھا ہوا ہے "یہ تلوار خلیفہ معاویہؓ کی ہے جو دولت بنو امیہ کے بانی تھے"۔ آگے بڑھئے تو آپ کو ایک تلوار ملیگی جس پر خلیفہ عمر بن عبدالعزیز، خلیفہ ہارون الرشید، اور سلطان قایتبائے تینوں کے نام نقش ہیں۔ اگر یہ نقش صحیح ہے اور اس تلوار کی ساخت پہلی صدی ہجری کے طرزِ صناعت سے مختلف

---

[1] اسکا لقب الملک الاشرف تھا۔ ملک ظاہر کا غلام تھا، ۸۷۲ھ سے ۹۰۱ھ تک مصر کا بادشاہ رہا "مترجم"

[2] اس کا لقب الملک العادل تھا۔ ۹۰۶ھ میں تخت نشین مصر ہوا۔ "مترجم"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نہیں ہے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ تلوار تاریخی اعتبار سے نہایت اہم ہے اور یہ نقش اس امر کی دلیل ہے کہ در اصل یہ تلوار حضرت امیر معاویہ کی تھی۔ یہ بنو امیہ کی خلافت ختم ہونے پر ہارون الرشید کو ملی۔ اور بنو عباس کے زوال کے بعد یہ چرکسی غلام کے قبضہ میں آئی۔ اس کے بعد گردش روز و شب نے اس کو ممالیک کے قبضہ سے نکال کر مرج دابق[1] کی جنگ کے بعد سلطان سلیم الغوری کے حوالہ کر دیا۔ ان تلواروں کے ساتھ ایک جانب میں آخری خلیفہ عباسی معتصم باللہ اور سلطان قایتبائے۔ طومان بائے اور قصوۃ الغوری[2] کی تلواریں رکھی ہوئی ہیں اور اسی الماری میں دوسری جانب سلطان محمد فاتح یزید الثانی، سلیم الاول، اور سلیمان القانونی[3] کی تلواریں ہیں۔ جن پر اپنے مالکوں کے نام کندہ ہیں اور بعض تلواروں پر ان کی تاریخ بھی لکھی ہوئی ہے۔

یہ تو اس عجائب خانہ کی متفرق چیزوں کا تذکرہ تھا۔ مسٹر اسٹوکلین نے پھر سلسلہ وار ان اسلحہ کا ذکر کیا ہے جو پانچ سیکشن میں تقسیم کر کے حفاظت کے ساتھ رکھے ہوئے ہیں اور جن کی مجموعی تعداد دس ہزار سے بھی متجاوز ہے۔ اسٹوکلین نے اپنی رپورٹ میں ان ہی سے چند منتخب چیزوں کا ذکر کیا ہے۔ ذیل میں اس انتخاب کا بہت ہی مختصر ذکر کیا جاتا ہے۔

پہلے حصہ میں ممالیک مصر کے خود ہیں جو پندرھویں صدی عیسوی کی صنعت سے تعلق رکھتے ہیں ان خودوں کے ساتھ ہی نادر المثال تلواروں کا ایک مجموعہ ہے جو پہلی صدی ہجری کی بنی ہوئی ہیں ان کے ساتھ ممالیک مصر کی تلواریں بھی ہیں۔ دوسرے حصہ (Section) میں سلطان قایتبائے

---

[1] دابق: حلب کے قریب ایک مقام ہے جس میں ایک نہایت عمدہ سبزہ زار تھا، اس کو مرج دابق کہا جاتا ہے۔ سلطان سلیم نے اسی مقام پر سلطان مصر قنصوۃ کو شکست فاش دیکر مصر پر قبضہ کر لیا۔ یہ جنگ بدھ کے دن ۱۱ رجب ۹۲۲ھ کو ہوئی تھی۔ "مترجم"

[2] طومان بائے جس کی حکومت صرف ساڑھے تین مہینے رہی۔ اس کے بعد مصر کا بادشاہ قنصوۃ الغوری ہوا تھا اور الملک الاشرف لقب کرتا تھا۔ "مترجم" ——— [3] یہ ترک سلاطین کے نام ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com


قنصوۃ الغوری کی تلواریں اور ایرانی ساخت کے خود ہیں جو چودھویں اور پندرھویں صدی عیسوی
صنعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ تیسرے حصہ میں بعض ایرانی وضع کے خود ہیں جو سولھویں صدی عیسوی
بنے ہوئے ہیں اور کچھ وہ قفقازی خود اور ایرانی تلواریں ہیں جو سولھویں اور سترھویں صدی سے متعلق
ہیں، ان میں سے بعض تلواروں میں نہایت بیش قیمت ہیرے اور جواہرات جڑے ہوئے ہیں اور
تلواریں اپنے خوبصورت دستوں کے باعث سب سے ممتاز ہیں چوتھے حصہ میں مختلف زمانوں چودھویں
صدی سے سولھویں صدی تک کی ترکی تلواریں اور خود ہیں پانچویں حصہ میں جہاں سولھویں صدی کے
بعض خود نظر آتے ہیں، ان کے ساتھ سلطان سلیم اوّل، سلیمان القانونی، سلیم الثانی، مراد الثالث
محمد الثالث، عثمان الثانی، مراد الرابع، سلیم الثالث کی تلواریں بھی نظر آتی ہیں۔ پھر ان کے بعد اٹھارھویں
صدی سے عہد حاضر تک کی تلواروں کے نمونے جمع کئے گئے ہیں۔

ان اسلحہ کے علاوہ ڈاکٹر مارٹن اور اسٹوکلین بیان کرتے ہیں کہ ہم نے ان پانچ الماریوں میں
ایسی عربی تلواریں بھی دیکھی ہیں جو ساتویں صدی کی بنی ہوئی ہیں اور ایسی ترکی اور ایرانی تلواریں بھی
نظر آئیں جو پندرھویں اور اٹھارھویں صدی کی درمیانی مدت کی ہیں۔ البتہ ان اسلحہ میں ترکی سلاطین
کی تلواروں کا جو مجموعہ ہے وہ اپنی نوعیت میں ایک ہی ہے اس لئے کہ ہر سلطان کی تصویر ایک یا دو
یا زیادہ تلواروں پر بنی ہوئی ہے۔

تلواروں، زرہوں۔ اور خودوں کے علاوہ تانبے کے کئی جھنڈے (Ensigns) بھی ہیں
جن پر ممالیک مصر مدقوق، اینال، قایتبائے، قنصوۃ الغوری اور طومان بائے وغیرہم کے نام کندہ ہیں
محققین آثار قدیمہ کے لئے یہ نہایت اہم چیزیں ہیں۔ رہے آتشیں اسلحہ تو ان کا ذکر اس مقالہ کے موضوع
سے خارج ہے۔ ورنہ ان کا بھی بڑا ذخیرہ یہاں محفوظ ہے، مصری ہتھیاروں کے سلسلہ میں سلطان
قایتبائے کی ایک خاص زرہ (coat of mail) اور اس کے ساتھ چند خود اور پوری آستینوں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جنگی کرتے بھی لائق ذکر ہیں جو مصر کی پندرہویں صدی کی کاریگری کے خاص نمونے ہیں۔ ان اسلحہ
ثابت ہوتا ہے کہ سولہویں صدی کے اوائل تک ممالیک مصر کے زمانہ میں مصر میں اسلحہ سازی
صنعت نہایت ترقی یافتہ شکل میں موجود تھی۔ اس دعوے کی مزید تائید ان مختلف مصری اور شامی
سے ہوتی ہے۔ جو اب تک یورپ کے عجائب خانوں میں بحفاظت تمام رکھے ہوئے ہیں۔ پھر
لیک پر زوال آیا تو مصر کی یہ صنعت خاص اور بڑے بڑے ماہرین فن مصر سے منتقل ہو کر آستانہ
چلے گئے، محققین آثار قدیمہ ان قدیم ہتھیاروں سے بڑی دلچسپی لیتے ہیں اور فن اسلحہ سازی۔ اس
عہد بہ عہد ترقی اور تغیرات۔ اور ہر ملک کی اس فن میں خصوصیات۔ یہ وہ مباحث ہیں جن پر مغربی
محققین آثار قدیمہ نے سینکڑوں ضخیم ضخیم مجلدات لکھی ہیں اور جو آپ کو یورپ کے عام و خاص ہر ایک
میوزیم کی لائبریری میں دستیاب ہو سکتی ہیں۔ ہمارا بھی فرض ہے کہ اپنی تاریخ عظمت کے پرانے
ہتھیاروں سے دلچسپی لے کر ان کا عمیق مطالعہ کریں انگریزی کے مشہور شاعر لارڈ ٹینی سن نے کہا ہے

*The voice of every people is the sword that guards them or the sword beats them down*

ترجمہ:- ہر قوم کی آواز اس کی وہ تلوار ہے۔ جو اس کی حفاظت کرتی ہے یا اس کو ذلیل و رسوا کرتی ہے۔

---

© rasailojaraid.com